

سچی پرستش

نمبر 3464

ایک خطبہ

چہار شنبہ، 24 جون، 1915 کو شائع ہوا

خطبہ از سی۔ ایچ۔ اسپرژن

میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوننگٹن میں

جمعرات کی شام، یکم ستمبر، 1870 کو دیا گیا

خدا کے حضور شکرگزاری کی قربانی گزار، اور حق تعالیٰ کے حضور اپنی نذریں ادا کر۔ اور مصیبت کے دن مجھ سے دعا“  
”کر، میں تجھے رہائی دوں گا، اور تُو میرا جلال ظاہر کرے گا۔

زبور 150: 14-15 —

حتیٰ کہ مسیحی کلیسیا میں بھی، سچی عبادت کی صورت کے بارے میں رائیں بہت مختلف پائی جاتی ہیں۔ کوئی زور دے کر کہتا ہے، ”دیکھو، یہ ہے!“ اور دوسرا بھی اتنی ہی شدت سے کہتا ہے، ”نہیں، وہ ہے!“ بعض کا خیال ہے کہ جتنا سادہ اور بے تکلف ظاہری انداز عبادت ہو، اتنا ہی بہتر ہے۔ جبکہ دوسروں کا ماننا ہے کہ جتنا شاندار اور جگمگاتا ہو، اتنا ہی موزوں ہے۔ کچھ لوگ دوستوں (کویکرز) کے خاموش اجتماع کو پسند کرتے ہیں—جبکہ کچھ کلیسانی سنگیت کے طوفانی سُروں کو۔ کچھ یہ خیال رکھتے ہیں کہ خدا کی بہترین تمجید خاموشی میں ہے—اور کچھ کہتے ہیں کہ نہ، بربط، قرنا، سارنگی، اور جانے کن کن سازوں سے وہ زیادہ جلال پاتا ہے۔

تو کیا واقعی یہ جاننا دشوار ہے کہ خدا کس قسم کی عبادت قبول کرتا ہے؟

اگر معاملہ انسانوں کی رائے اور قیاس آرائیوں پر چھوڑ دیا جائے، تو یہ بے شک نہایت پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ہم خدا کے کلام کی طرف رجوع کریں، تو بات آسان ہو جاتی ہے۔ وہاں ہمیں طریقوں میں تنوع کی گنجائش تو ضرور ملتی ہے، لیکن روحانی اجزاء میں ہمیں ایک مقدس سختی کے ساتھ محدود کر دیا جاتا ہے۔ وہاں ہمیں بتایا جائے گا کہ کیا غیر ضروری ہے، لیکن ہمیں یہ بھی یقینی طور پر معلوم ہو جائے گا کہ خدا کی سچی عبادت کے لیے کیا لازمی ہے۔

اور میرے خیال میں ہم میں سے ہر اُس شخص کے لیے جو دل سے خدا کی عبادت کرنا چاہتا ہے، یہی کافی ہوگا کہ وہ خدا کے روح کی رہنمائی سے خود دریافت کرے کہ اسے کس طرح عبادت کرنی ہے۔ اور وہ دوسروں کو بھی یہی حق دے کہ وہ خود تلاش کریں۔ اگر ہم خود خدا کے نزدیک مقبول ہوں، تو یہی کافی ہے—اس لیے کہ ہمارا کام دوسروں کے فیصلے کا تخت سنبھالنا نہیں، نہ انہیں رد کرنا، نہ قبول کرنا۔

—اب اگر ہم اس زبور کی طرف متوجہ ہوں، تو ہم جان پائیں گے کہ

۱

کون سی قربانیاں خدا کو مقبول نہیں۔ :

یقیناً آپ نے میرے ساتھ یہ بات محسوس کی ہوگی کہ اوّل وہ عبادات مقبول نہیں ہوتیں جن میں انسان محض رسم پر بھروسا رکھتے ہیں، اور جب وہ ظاہری رسم کو ادا کر لیتے ہیں تو مطمئن ہو جاتے ہیں، گویا اُن کے دل نے خدا سے کچھ بھی رفاقت نہ کی ہو، اور انہوں نے حق تعالیٰ کے حضور کوئی روحانی قربانی پیش نہ کی ہو۔

پس یہ بات طے کر لو، ہر شک و شبہ سے بالا تر، کہ ایسی ظاہری عبادت جو دل کے بغیر ہو—جو رُوح کی پرستش نہ ہو—وہ برگز خداوندِ برتر کے حضور مقبول نہیں ہو سکتی۔

اور یہاں ہم خود کو یاد دلائیں کہ حتیٰ کہ جب کوئی رسم خود خدا کی طرف سے مقرر کی گئی ہو، پھر بھی اگر دل اُس میں شامل نہ ہو، تو وہ حقیقی معنوں میں خدا کی عبادت کہلانے کی مستحق نہیں۔ کس جوش کلام سے خدا بنی اسرائیل سے مخاطب ہوتا ہے، جو یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ جب وہ اپنے بیل اور بکرے لے آئیں، جب وہ اپنے مقدس دنوں کو منائیں، اپنے کابنوں کو مخصوص کریں، اپنی قربانیاں پیش کریں، رسم کے مطابق عمل کریں—تو بس یہی کافی ہے۔

خُدا اُن سے سوال کرتا ہے—کیا وہ اتنے نادان ہیں کہ یہ خیال کریں کہ بیلوں اور مینڈھوں کی قربانیاں اُس قادر مطلق کی تسلی کا باعث بن سکتی ہیں؟ اگر اُسے بیل اور بکرے درکار ہوتے، تو کیا اُس کے پاس پہلے ہی اُن کی کمی تھی؟ سب جاندار اُس کے ہیں—اور وہ اپنی قدرت سے جتنے چاہے، مزید پیدا کر سکتا ہے۔

کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر خُدا کو بیلوں یا بکروں کی حاجت ہو، تو وہ اُن سے مانگنے آئے گا؟ کیا خالق اپنے ہی مخلوق کے سامنے دستِ سوال دراز کرے گا اور اُن کے گھروں سے بیل اور اُن کے کھیتوں سے بکرے طلب کرے گا؟ وہ اُن سے پوچھتا ہے، کیا واقعی وہ یہ تصور کرتے ہیں کہ وہ لامحدود خُدا، جس نے آسمان و زمین کو بنایا، وہ ”میں ہوں“ جو ازل سے ہے، بیلوں کا گوشت کھاتا ہے یا بکروں کا خون پیتا ہے؟ مگر اُن کا خیال یہی تھا کہ صرف ظاہری قربانی سے خدا راضی ہو جاتا ہے۔

کیا خُدا اتنا جسمانی اور مادی ہے؟ اور اس خیال کے پیچھے کیا مفہوم پوشیدہ ہے؟ اب میں تم سے پوچھتا ہوں، اے وہ لوگو جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہو، اور تمہاری جو عبادت بھی ہو، کیا تم واقعی یقین رکھتے ہو کہ صرف روٹی کے ایک ٹکڑے کو کھانے اور شراب کے چند قطرے پینے سے خدا کی تعظیم ہوتی ہے؟ دنیا کے ہزاروں مخلوق روزانہ اس سے زیادہ کھاتے اور پیتے ہیں۔ کیا تم یقین رکھتے ہو کہ تمہارا میز پر بیٹھنا اُس کو کچھ راحت پہنچاتا ہے جو فرشتگان کی معیت میں رہتا ہے اور جن کے پاس تم سے بدرجہا بہتر ارواح موجود ہیں جو اُس سے رفاقت رکھتے ہیں؟

نہیں، اے صاحبو، اگر تم ظاہری رسم میں ہی رک جاؤ، تو جو کچھ تم کرتے ہو وہ اُس کو کوئی خوشی نہیں دے سکتا۔ وہ اُن میں خدا کو نذرانہ چڑھاتے ہیں، کہہ سکتا ہے: ”کیا میں روٹی کھاتا ہوں (Mass) کابنوں سے جو اپنے خیال میں قربانی مقدس“ جو نانباتی پکاتا ہے، خمیری یا فطیری؟ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں انگور سے نکلی شراب پیتا ہوں؟

اے تم جو ان چیزوں میں تسلی پاتے ہو—افسوس! اے نادانو اور دل کے سُست لوگو—کیا تم سمجھتے ہو کہ لامحدود یہوواہ ان چیزوں میں کوئی خوشی پاتا ہے؟

اور اگر تم بپتسمہ میں آؤ، جیسا کہ خُدا خود اس کا حکم دیتا ہے—اگر تم اُس پر بھروسا رکھتے ہو، تو کیا وہ یہ نہ کہہ سکتا ہے: ”کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ پانی مجھے راضی کرتا ہے، جب کہ دریا، جھیلیں، سمندر اور گہرے ذخائر سب میرے ہیں؟ کیا پانی میں ڈبکی لگانا بذاتِ خود مجھے کوئی خوشنودی بخشتا ہے؟ اُس میں کیا ہے جو میری لامحدود عقل کو خوش کرے یا میری جان“ کو مطمئن کرے؟

اگر ہم کسی بھی ظاہری رسم میں ٹھہر جائیں، خواہ وہ خُدا کی طرف سے مقرر ہو، تو بھی اگر ہم یہ سمجھیں کہ خدا کو اُس سے خدمت یا جلال حاصل ہوتا ہے، تو ہم نے خُدا کا نہایت جسمانی اور مادی تصور بنا رکھا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر لوگ بے وقوف نہ ہوں، تو وہ ہر طرح کی رسمی تاثیر کے خیال کو اپنے دل سے جھاڑ دیں، اور اُن تمام باتوں کو رد کر دیں جو اُس سے مشابہ ہوں۔ وہ سمجھ جائیں کہ خدا کو جو چیز درکار ہے وہ دل ہے، جان ہے، محبت ہے، ایمان ہے، بھروسا ہے—ذی فہم، باشعور ہستیوں کی طرف سے، نہ کہ محض کچھ رسومات کی ادائیگی۔

رسومات تب فائدہ مند ہیں جب وہ ہمیں اُس حقیقت کی تعلیم دیں جس کی وہ علامت ہیں۔ یہ رسوم بیش قیمت ہیں، جب تک کہ انہیں وہ لوگ استعمال کریں جو اُن کے معنی کو سمجھتے ہیں اور علامت کے وسیلہ سے باطنی حقیقت تک رسائی پاتے ہیں۔ لیکن اُن کے علاوہ کسی کے لیے یہ بے سود ہیں۔ محض ظاہری چیز صرف چھلکا ہے، غلاف ہے—بے معنی، جب تک اُس کے اندر زندہ مغز، وہ تخم نہ ہو جسے یہ محفوظ رکھتا ہے۔ ظاہری عبادت کی رسم محض خاک ہے—اور خدا کے حضور مقبول نہیں۔

اب اگر یہ سچ ہے—اور ہمیں یقین ہے کہ یہ سچ ہے—کہ حتیٰ کہ وہ رسوم جو خُدا کی طرف سے مقرر ہیں، دل کے بغیر بے اثر ہیں، تو بھلا اُن رسوم کا کیا حال ہوگا جو خُدا کی مقرر کردہ ہی نہیں؟ میں فیصلہ کرنے نہیں جا رہا، مگر یہ ضرور کہوں گا کہ ہر ایسی رسم، یا بے رسمی حالت میں، اگر اُس کے پیچھے الہی حکم نہیں، تو اُس میں خُدا کی قبولیت نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ایسا فرض کر بھی لیا جائے، پھر بھی اگر دل اُس میں نہ ہو، اور انسان کی بنائی ہوئی چیزوں پر بھروسا ہو، تو یہ محض بیوقوفی ہے کہ ہم سمجھیں کہ خُدا اُسے قبول کرتا ہے۔

مثال کے طور پر، کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ خُدا جھنڈوں، جلوسوں، خادموں، سفید، نیلے یا سُرخ کپڑوں میں ملبوس افراد—(میں نہیں جانتا اور کون سے رنگ)—سونے، پیتل یا ہاتھی دانت کے صلیبوں، خوش سُر موسیقی، مصوری یا لوبان کے ذریعے [جلال پاتا ہے۔ تو وہ خُدا کے بارے میں کیا تصور رکھتے ہیں! وہ اُس کے بارے میں کیا سوچ رکھتے ہیں

مجھے یاد ہے، میں ایک دفعہ مونٹے سیزیس پہاڑ پر ایک سخت گرم دوپہر کو ایک ٹھنڈی جگہ کھڑا تھا، جہاں سے پورے اٹلی کے وسیع میدان نظر آتے تھے اور نیلا آسمان—ایسا نیلا جو ہم نے کبھی نہ دیکھا—اور بے شمار پہول، اور تمام زمین خواب کی مانند حسین دکھائی دیتی تھی—اور پھر میں نے دائیں طرف نگاہ کی، وہاں ایک مزار تھا—ایک مزار جس پر ایک پرستار آیا۔

وہاں ایک گڑیا تھی۔ اُسے ”مبارک کنواری“ کہتے تھے۔ اُسے ہر قسم کے زیورات سے سجایا گیا تھا۔ بالکل ویسے جیسے دیہی میلوں میں بچوں کے لیے کھلونوں کی دکانوں پر بیچے جاتے ہیں۔ اُس پر مرجھائے ہوئے مصنوعی پھولوں کی چھوٹی چھوٹی کلیاں تھیں۔ رنگ روغن کے ذرا سے چھینٹے۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا، ”وہ خُدا جس نے یہ دلکش منظر تخلیق کیا، جس میں سب کچھ حقیقی اور سچا ہے۔ کیا وہ ان چیزوں سے عزت پاتا ہے؟ ان بے معنی کھلونوں سے؟ وہ کیسا تصور رکھتے ہیں“ اپنے خالق کے بارے میں؟

اے صاحبو! اگر خُدا کو جھنڈوں کی حاجت ہوتی، تو وہ اپنے نشان کو آسمان کے ستاروں سے آراستہ کرتا۔ اگر اُسے خوشبو درکار ہوتی، تو دس لاکھ پھول اپنی مہک کو فضا میں بکھیر دیتے۔ اگر اُسے نغمہ سرائی کی طلب ہوتی، تو بادِ نسیم اُس کا ساز بن جاتی، جنگلات اپنی شاخیں بجا کر تال دیتے، اور ہر درخت اپنے سر میں نغمہ سرا ہوتا، اور آسمانی بربط نواز جو شیشے کے سمندر پر کھڑے ہیں، ایسی موسیقی بجاتے جو ہمارے اور تمہارے کانوں نے کبھی نہ سنی۔

اگر اُسے سفید جبہ درکار ہوتا، تو برف کی چادر ملاحظہ کرو! اگر اُسے تمہاری رنگین پوشاکیں پسند ہوتیں، تو دیکھو کہ وہ کس طرح مرغزاروں کو گل و لالہ سے سجاتا ہے، اور اپنے دونوں ہاتھوں سے قوس قزح کے رنگوں کو ہر طرف بکھیر دیتا ہے۔ اگر اُسے خلعتوں کی حاجت ہوتی، تو وہ آسمان کے نیلگوں پردے کو قوس قزح کی پٹی سے باندھ کر اپنی جلالت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا۔

مگر تمہارے گڑیا نما بت، اور تمہارے لڑکے اور مرد، اور اُن کی آرائش! اے لوگو، کیا تم جانتے ہو کہ تم کیا کر رہے ہو؟ کیا تمہارے اندر روح ہے؟ اگر تم بچھڑے کی پرستش کرتے ہو، تو بچھڑوں کی مانند تم بھی اُسے ویسی ہی عبادت پیش کر سکتے ہو، مگر وہ عظیم ”میں ہوں“ جس نے آسمان و زمین کو بنایا، وہ اُن پیکلوں میں سکونت نہیں کرتا جو ہاتھوں سے بنی ہوں۔ یعنی ان عمارتوں میں۔ اور وہ ایسی فریب دہ ظاہری چیزوں سے پرستش قبول نہیں کرتا۔ انسان کی ایجادات سے پیدا شدہ یہ سب کچھ کبھی خُداوند علی الاعلیٰ کو پسند نہیں آ سکتا۔ عام فہم بھی ہمیں یہی سکھاتی ہے۔ پس خُدا کی وحی تو بدرجہا زیادہ۔

لیکن یاد رکھو، میری سرزنش صرف اُن پر موقوف نہیں۔ فرض کرو کوئی شخص کہے، ”میں اُس سب سے بہت دور ہوں۔ ہفتہ کے پہلے دن کی صبح کو، میں ایک عبادت گاہ میں جاتا ہوں۔ چوننا شدہ دیواریں، چند بنچ، ایک بلند میز؛ اور میں وہاں بیٹھتا ہوں۔ میرا کوئی پیشوا نہیں۔ کوئی بولتا نہیں جب تک روح اُسے نہ ابھارے۔ ہم سب خاموش بیٹھتے ہیں۔ اکثر اوقات ساری صبح خاموشی میں گزرتی ہے۔ ہم خُدا کی عبادت کرتے ہیں۔“

کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے واقعی عبادت کی؟ اگر تمہارا دل وہاں موجود تھا۔ اگر تمہاری جان شامل تھی۔ تو میں آخری شخص ہوں گا جو صورت کی کمی پر شکایت کرے۔ میں تمہاری سادگی کو پسند کرتا ہوں، اُس کی ستائش کرتا ہوں۔ مگر اگر تم اُس پر بھروسا رکھتے ہو، تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمہاری یہی سادگی تمہیں اُسی طرح ہلاک کر دے گی جیسے مخالف انتہا کی نمود و نمائش۔ کیونکہ اگر تم اُس خاموش بیٹھنے پر اعتماد رکھتے ہو۔ اگر تم اُس انتظار پر تکیہ کرتے ہو۔ (تمہاری اپنی حالت لے لو) اگر تم اِس بات پر تکیہ رکھتے ہو کہ تم یہاں آ کر ان نشستوں پر بیٹھے اور میری باتیں سنیں۔ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ فقط نغمے گانے، دعا کے وقت چہرہ چھپانے، اور اِس طرح کی ظاہری حرکات کے ذریعے تم نے خُدا کی خدمت کر دی؟ میں تم سے کہتا ہوں، تم نے خُدا کی عبادت نہیں کی۔

اگر تم سمجھتے ہو کہ فقط یہ اعمال کچھ شمار رکھتے ہیں، تو تم فریب میں ہو۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارا خیال کس طرف جا رہا ہے۔ وہ دل ہے جو خُدا تک رسائی پاتا ہے۔ وہ آنکھ ہے جو توبہ کے آنسو بہاتی ہے۔ وہ جان ہے جو محبت کرتی ہے، برکت دیتی ہے، ستائش کرتی ہے۔ یہی قربانی ہے۔ لیکن ہر وہ بیرونی عمل، خواہ وہ خُدا نے خود مقرر کیا ہو، یا انسان نے اختراع کیا ہو۔ یا فقط سہولت کے لیے کیا گیا ہو۔ خُداوند برتر اُسے قبول نہیں فرماتا۔

پس، اے عزیزو، میں ایک بات مزید کہنا چاہتا ہوں جو تم میں سے کچھ کے دل کو چھو سکتی ہے۔ پاک الفاظ کا فقط دہرانا خُدا کے حضور مقبول قربانی نہیں ہو سکتا۔ کچھ لوگ بچپن سے سکھائے گئے ہیں کہ دعا کی کوئی مقررہ صورت دہرائیں۔ میں نہ اُس کی تعریف کرتا ہوں نہ ملامت، مگر میں اتنا ضرور کہوں گا۔ تم بیس، چالیس، پچاس برس تک اُس دُعا کو دہرا سکتے ہو، اور پھر بھی اپنی تمام عمر میں ایک لفظ بھی حقیقی دُعا نہ کی ہو۔

میں اُن الفاظ کی نسبت فیصلہ نہیں دے رہا۔ وہ ممکنہ طور پر بہترین الفاظ ہو سکتے ہیں۔ وہ الہامی کلام کے الفاظ ہو سکتے ہیں، مگر فقط الفاظ کا دہرانا دعا نہیں، نہ ہی خُدا اُسے قبول کرتا ہے۔ تم اُسی طرح رہی دعا کو الٹا پڑھ سکتے ہو جتنا سیدھا۔ اور اُس کی قبولیت میں کوئی فرق نہ پڑے گا، جب تک تم اُسے دل سے نہ کہو۔

میں سمجھتا ہوں کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ خاندان میں دُعا پڑھنا، اور خصوصاً مریض کے سرہانے دُعا پڑھنا، کسی سحر کی مانند ہے۔ کہ یہ کسی نہ کسی طور پر اسرار اثر رکھتی ہے، اور انسان کو زندگی یا موت کے لیے تیار کرتی ہے۔ یقین کرو،

اس سے بڑھ کر کوئی فریب دہ خطا نہیں ہو سکتی۔ جب جانِ خدا سے ہمکلام ہوتی ہے، تو یہ کچھ فرق نہیں رکھتا کہ وہ کون سی زبان استعمال کرتی ہے۔ اگر وہ کسی مقررہ دُعا کو اختیار کرتی ہے اور دل سے اُسے ادا کرتی ہے، تو اُسے ضرور اختیار کرے۔ لیکن اگر الفاظ از خود لبوں پر آتے ہیں، چاہے وہ کیسے ہی بے ترتیب یا انوکھے ہوں، تو بھی اگر دل گویا ہو، تو خدا اُس دُعا کو قبول فرماتا ہے—اور یہی عبادت ہے۔

اسی طرح گانے میں بھی۔ اگر ہم وہی نغمہ گائیں جو سب سے میٹھا لکھا گیا—ہاں، اگرچہ وہ الہامی نغمہ ہو، اور ہم اُسے سب سے عمدہ دُھن میں گائیں جو کسی موسیقار نے ترتیب دی، تو بھی فقط الفاظ کا دہرانا اور نغمہ پیدا کرنا خدا کی ستائش نہیں۔ اُہ! نہیں—سارا دار و مدار تو آخر کار جان پر ہے۔

خُدا رُوح ہے، اور جو اُس کی پرستش کرتے ہیں ضرور ہے کہ رُوح اور راستی سے پرستش کریں، کیونکہ باپ ایسے پرستاروں کو ڈھونڈتا ہے کہ اُس کی پرستش کریں۔“ پس عمدہ نغمہ سرائی ہو، ہر طرح، اور عالی شان الفاظ ادا کیے جائیں، کیونکہ یہ عالی افکار کے شایان شان ہیں—پر اُہ! لازم ہے کہ افکار بھی موجود ہوں۔ نغمہ بھی دل سے نکلے۔ محبت کی آگ دل کے مذبح پر فروزاں ہو۔ ظاہری اظہار کچھ بھی ہو، لیکن ستائش اُس وقت ہی پرواز پاتی ہے جب رُوح کی گرمجوشی اُسے پر دے—ورنہ، تم سے یہ خیال کوسوں دُور رہے کہ تم نے خُدا کی پرستش کی، جب کہ تم نے پُربیت الفاظ کو بے فکر دل سے ادا کیا ہو۔

کیا یہ بات تم میں سے کسی کے دل کو نہیں چھوتی؟ تم نے اپنی تمام زندگی میں کبھی دُعا نہ کی۔ تم نے دُعا کے الفاظ تو کہے، لیکن خُدا سے کبھی ہمکلام نہ ہوئے۔ شاید تم بچپن سے خُدا کے گھر جاتے رہے ہو، لیکن کبھی اُس کی سجدہ گزاری نہ کی۔ اگرچہ مبلغ نے بار بار کہا، ”اُو خُدا کی پرستش کریں،“ تو بھی تم نے کبھی اُس کی پرستش نہ کی۔

اے صاحبو! کیا؟ یہ تمام رسمیں، یہ تمام رُٹ بندھی راہیں، یہ تمام بیرونی صورتیں—اور پھر بھی دل نہیں؟ جان نہیں؟—اور خُدا کے حضور کوئی شے مقبول نہیں؟ افسوس تم پر! اور کیا تم ہمیشہ یونہی چلتے رہو گے؟ تم ضرور ایسے ہی رہو گے جب تک تم فقط ظاہری رسوم سے راضی رہو گے۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ خُدا تمہارے اندر محض ظاہری پرستش سے ایک مقدس بے قراری پیدا کرے، اور تمہیں آرزو اور فریاد بخشے کہ تم اُس کے حضور یسوع مسیح نجات دہندہ کے وسیلہ سے اور ابدی رُوح کی قدرت سے شکستہ اور خاکسار دل کی قربانی چڑھاؤ—کیونکہ خُداوند اسی کو قبول فرماتا ہے۔

یوں میں نے اُس قربانی کی ایک صورت کا ذکر کیا ہے جسے خُدا قبول نہیں کرتا، یعنی رسم پرستوں کی قربانی۔

:اب یہ زبور ہمیں دکھاتا ہے کہ

## II

دوسری قربانیاں بھی ہیں جنہیں خُدا رد کرتا ہے، یعنی وہ جو بدکردار لوگ اپنی بدکرداری کو جاری رکھتے ہوئے چڑھاتے ہیں۔

اب بعض ایسے بھی ہیں جو منادی تو کرتے ہیں، پر بدکاری کی راہوں میں چلتے ہیں۔ بعض دعا کی مجلسوں میں دعائیں تو بڑے جوش سے پڑھتے ہیں، پر جھوٹ بولتے اور چوری بھی کرتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو دکھاوے کے لیے طویل دعائیں کرتے ہیں، مگر اُن کا دل بیواؤں کے گھروں پر لگا ہے، کہ کیونکر انہیں نگل جائیں، اور اُن کے لب مقدس الفاظ سے معمور ہوتے ہیں۔

اب غور کرو کہ کوئی شخص بھی جو تربیت سے نفرت رکھتا ہے، اُس کی دعا خُدا کے حضور مقبول نہیں۔ زبور کی سترہویں آیت کی طرف توجہ کرو: ”چونکہ تُو تربیت سے نفرت کرتا ہے، اور میرے کلام کو اپنی پشت کے پیچھے ڈال دیتا ہے۔“ میں اُس شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھوں جو کبھی بائبل نہیں پڑھتا—جسے یہ جاننے کی خواہش نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے—جسے خُدا کے کلام کی پرواہ نہیں—تو میں اُس شخص میں ایک ایسا دل دیکھتا ہوں جو خُدا کی پرستش نہیں کر سکتا۔

اگر وہ کہے، ”اُہ! میں اپنی راہ میں مخلص ہوں،“ تو اے صاحب، تمہاری ”اپنی راہ“—مگر وہ راہ ضرور بغاوت کی راہ ہوگی۔ ایک خادم کو اپنی راہ نہیں، بلکہ اپنے آقا کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ جب تک تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری مرضی اور تمہارے خیالات ہی طے کریں گے کہ خُدا کیا چاہتا ہے، اُس وقت تک تم خُدا کے خادم نہیں ہو۔ ”شریعت اور شہادت کی طرف رجوع کرو۔“

ہر دیندار دل کو یہ کہنا چاہیے، ”میں تلاش کروں گا اور دیکھوں گا کہ خُدا مجھ سے کیا چاہتا ہے۔“ وہ مجھ سے کیا فرماتا ہے؟ کیا وہ مجھے بتاتا ہے کہ میں اپنی فطرت میں کھویا ہوا اور ہلاک ہوں؟ اے خُداوند! مجھے یہ محسوس کرنے میں مدد دے! کیا وہ مجھے بتاتا ہے کہ میں صرف مصلوب نجات دہندہ پر ایمان لانے سے بچایا جا سکتا ہوں؟ اے خُداوند! میرے اندر وہ ایمان پیدا کر! کیا وہ مجھے سکھاتا ہے کہ جو راستباز ٹھہرائے گئے ہیں، انہیں پاک بھی ٹھہرنا چاہیے اور پاک زندگی گزارنی چاہیے؟ اے خُداوند! مجھے اپنے رُوح سے مقدس بنا اور پاکیزہ زندگی میرے اندر کام کر

حقیقت میں مقبول انسان وہی ہے جو خُدا کی مرضی کو جاننے کا مشتاق ہو، اور ایسے انسان کے لیے پاک کلام کا کوئی حصہ ایسا نہیں جسے وہ جاننے کی خواہش نہ رکھتا ہو، اور نہ ہی خُدا کی تعلیمات کا کوئی پہلو ایسا ہے جس سے وہ نا آشنا رہنا چاہتا ہو۔ خُداوند تم سے، اے عزیزو، یہ تو ضرور نہیں چاہتا کہ تم دُنیا میں سب کچھ جان لو، مگر وہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ جو اُس کے لوگ کہلاتے ہیں وہ چھوٹے بچوں کی مانند بنیں، جو سیکھنے کے لیے آمادہ ہوں۔

اوہ! یہ ہمارے لیے بُری علامت ہے جب کچھ ابواب ایسے ہوں جنہیں ہم چیکانا چاہتے ہوں—جب کچھ آیات ہماری سماعت کو ناگوار گزریں—جب ہم نہیں چاہتے کہ ہم اُس کے کلام میں زیادہ فہم حاصل کریں—یا خُداوند کی مرضی کو زیادہ گہرائی سے جانیں۔ اگر تم جان بوجھ کر خُدا کی ہدایت کی طرف کان بند کرتے ہو اور اُس کی مرضی کو سننے پر آمادہ نہیں، تو وہ بھی تمہاری دعا کو نہیں سنے گا، اور تم یہ امید نہ رکھو کہ تمہاری قربانی خُدا تعالیٰ کے حضور قبول ہوگی۔

ایسی باتیں مقبول نہیں، اور پھر بھی—اور پھر بھی—کس قدر بڑا حصہ مسیحیت کا ہے جو کبھی یہ فرض نہیں کرتا کہ خُدا کی مرضی کو خُدا کے اپنے رُوح سے جاننا چاہیے! وہ اپنی جماعتی پیشوائی سے لیتے ہیں—ایک شخص اِس عقائدی کتاب سے قرض لیتا ہے، دوسرا اپنے دُعائیہ کتاب سے۔ ایک اپنے والدین سے لے کر اُسی جیسا بننا چاہتا ہے—دوسرا اپنے دوست سے اثر لیتا ہے، یا خیال کرتا ہے کہ چونکہ قومی کلیسیا ہے، لہذا وہی حق پر ہے۔

پر جو رُوح فی الحقیقت خُدا سے ہے، وہ یوں کہتی ہے: ”اے خُداوند! میں وہی چاہتا ہوں جو تیری مرضی ہے—نہ میری، نہ آدمی کی۔ اے خُداوند! تُو ہی مجھے تعلیم دے۔“ اور اگرچہ وہ دوسروں پر فتویٰ نہیں لگاتا، تو بھی ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خُدا آپ اُسے پرکھے—کہ وہ قادرِ مطلق کے حضور کھڑا ہو کر کہے: ”اے خُدا! مجھے جانچ اور آزما، اور میری راہ کو پہچان، اور دیکھ کہ ”مجھ میں کوئی خبیث راہ تو نہیں، اور مجھے راہِ مستقیم میں لے چل جو ابدی ہے۔“

یہ زبور آگے چل کر بیان کرتا ہے کہ خُدا اُن کی قربانیوں کو قبول نہیں کرتا جو بددیانت ہیں۔ ”جب تُو نے چور کو دیکھا تو اُس کے ساتھ رضا مندی کی۔“ جب کسی شخص کا عام پیشہ ہی بددیانتی ہو—جب وہ بار بار اپنے چھوٹے چھوٹے چوریوں کو جواز دیتا ہے جیسا کہ بعض خُدام کرتے ہیں—اور بعض مالک اپنے مال پر جھوٹے نرخ لگا کر فریب دیتے ہیں—جب کوئی جانتا ہے کہ وہ اپنے ہم نوع کے ساتھ راستی سے نہیں چل رہا، اور پھر وہ خُدا کے مذبح پر آتا ہے اور قربانی چڑھاتا ہے، تو وہ ہر لمس سے اُسے ناپاک کر دیتا ہے۔

نہیں، اے صاحب! نہیں۔ یہ نہ کہو کہ تمہاری شراکت خُدا کے ساتھ ہے، جب کہ تمہاری شراکت چوروں کے ساتھ ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ایک طرف خُدا ہوگا، اور دوسری طرف چور؟ یقیناً تم نہیں جانتے کہ وہ کون ہے۔ اگر ہم کامل نہ بھی ہوں، تو کم از کم مخلص تو ہوں۔ اور اگر بعض گناہ ہمیں لاعلمی یا ناگہانی غفلت میں گرا دیں، تو کم از کم اپنے ہم نوع کے ساتھ راستی ایک ایسی چیز ہے جو نہایت ضروری ہے—اور جو ایک فضل یافتہ دل میں ضرور پائی جاتی ہے—ایک سچے خُدا کے فرزند میں، جسے خُدا قبول کرتا ہے۔

پھر، ناپاکی کا گناہ بھی خُدا کی پرستش میں رکاوٹ ہے۔ تم آ کر کہتے ہو، ”اے خُداوند! ہم پر رحم فرما! اے مسیح! ہم پر رحم فرما!“ یا تم کہتے ہو، ”ہم تیرا شکر کرتے ہیں، اے خُدا! ہم تجھے خُداوند مانتے ہیں۔“ یا تم یہاں کھڑے ہو کر گاتے ہو، ”یسوع کے نام کی قدرت کو سلام!“ حالانکہ تم ابھی ابھی فحش باتوں سے آ رہے ہو—شاید فحش حرکات سے بھی بدتر سے۔

ابھی تک تمہارے دل میں کوئی شہوانی خیال یا عیاشی کا منصوبہ ہے، اور تم سمجھتے ہو کہ ”زندگی“ کا مطلب وہ ہے، جس کا ذکر نہ اس مقدس مجلس میں مناسب ہے، نہ خدا کے مقدسوں کی جماعت میں، کیونکہ تم اُسے شرم کا باعث نہیں سمجھتے، جبکہ ایماندار اُس کا تصور بھی شرمناک جانتے ہیں۔ ناپاک ہاتھ! ناپاک ہاتھ! وہ کیونکر خُدا کے حضور بلند کیے جا سکتے ہیں؟ جو جابو رسمیں اپنا لو، تمہاری حمد نفرت انگیز ہے۔ تمہاری دعائیں، جب تک تم اپنی حالت میں قائم ہو، خُدا کے نتھنوں میں نفرت اور تعفن ہیں۔

توبہ کرو۔ رجوع لاؤ۔ نجات دہندہ کے خون سے پاکی ڈھونڈو—تب ہی تم مقبول حمد پیش کر سکو گے، مگر اُس سے پہلے ہرگز نہیں۔

زبور نویس یہ بھی بیان کرتا ہے کہ غیبت کرنے والے بھی خُدا کے حضور مقبول نہیں ہوتے۔ وہ لوگ (اور افسوس، ایسے کتنے ہی ہیں) جو دوسروں کی بدنامی میں لطف پاتے ہیں—جو خُدا کے لوگوں کی عیب جوئی میں خوشی اور لذت محسوس کرتے ہیں۔ تم یہ کیسے اُمید رکھتے ہو کہ خُدا تمہیں برکت دے گا، جب تم اپنے ہم نوع پر لعنت کر رہے ہو؟ اور جب تمہارا منہ کڑواہٹ سے بھرا ہوا ہے، تو وہ حمد سے کیونکر معمور ہو سکتا ہے؟

اب یہ باتیں شاید خُدا کے لوگوں کو تسلی نہ دیں۔ میری اپنی خدمت میں یہ ضرور بنیادی مقصد ہے کہ خُدا کے لوگوں کو تسلی دوں، لیکن درخت کی جڑ پر کلہاڑا بھی تو رکھنا ضروری ہے۔ اور ہر اُس شخص کے لیے جو ان صحنوں میں آتا ہے، یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ اگر وہ یہاں ناپاک روح کے ساتھ، اور شہوت یا ناراستی کی روزمرہ زندگی کے ساتھ آتا ہے، اور اُس زندگی کو پسند کرتا ہے، تو اُسے اس منبر سے کوئی عذر یا تسلی نہ ملے گی، اور خُدا کے کلام سے بھی اُسے صرف مذمت ملے گی، تسلی نہیں—اُسے دھمکی اور عدالت ملے گی، برکت کا وعدہ نہیں۔

اب ہمیں اپنے موضوع کے اگلے حصے پر چند لمحے صرف کرنے ہیں، جس پر میں کسی اور موقع پر تفصیل سے گفتگو کرنے کی اُمید رکھتا ہوں، اور وہ یہ ہے:

### III

کون سی قربانیاں خُدا کے حضور مقبول ہیں؟ :

”متن سب سے پہلے ہمیں شکرگزاری کی تعلیم دیتا ہے: ”خُدا کو شکرگزاری کی قربانی چڑھا۔ پس اُو، اے بھائیو، اُو ہم سجدہ کریں، اُو ہم خُداوند کی پرستش کریں۔ ہم کھوئے ہوئے تھے، پر یسوع کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے آیا۔ مبارک ہو اُس کا نام

ہم ناپاک اور پلید تھے، لیکن اُس کی رحمت ہمیں اُس چشمہ تک لائی جو خُون سے معمور ہے۔“ وہ بڑہ جو ذبح کیا گیا، عزت، جلال، عظمت، قدرت، سلطنت اور توانائی پانے کے لائق ہے۔“

چونکہ اُسی دن سے جب اُس نے ہمیں دھویا، اُس نے اپنے عہد میں ہمیں ہر چیز کثرت سے عطا کی۔“ وہ ہمیں ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے، وہ مجھے راحت بخش پانیوں کے پاس لے چلتا ہے۔“ اے میری جان! خُداوند کو مبارک کہہ، اور جو کچھ میرے اندر ہے اُس کے مقدس نام کو مبارک کہے۔“

پس اگر یہ تمہارا رُوحانی مزاج ہو—اگر تم اُس رُوح کو اُس وقت بھی قائم رکھو، جب شوہر بیمار ہو جائے، جب بچہ مر جائے، جب مال متاع جاتی رہے—اور تم پھر بھی کہہ سکو: ”خُداوند نے دیا، خُداوند نے لے لیا، خُداوند کا نام مبارک ہو“—تو خواہ تمہارے لبوں سے کوئی نغمہ نہ نکلے، اور تمہارے مذبح پر کوئی بیل نہ ہو، تو بھی یہ تمہارے لبوں کے بچھڑے ہیں—یہ تمہارے دل کی قربانی ہے—اور اگر یہ یسوع مسیح، اُس عظیم کفارہ دینے والے سردار کاہن، کے وسیلہ سے پیش کی جائے، تو یہ خُدا کے حضور خوشبو دار قربانی ہے۔

یہی وہ قربانی ہے جو خُدا قبول کرتا ہے، اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ اکثر یہ اُسے کسی جھونپڑی میں پیش کی جاتی ہے—اکثر کسی تہہ خانے میں اُس کے حضور چڑھائی جاتی ہے—اور اکثر، اُمید رکھتا ہوں، تمہارے ہاتھ جب محنت سے میلے ہوں، اور شاید تمہارے رخسار آنسوؤں سے جل رہے ہوں، تو بھی تم کہہ سکتے ہو: ”میں اُس کا فرزند ہوں۔ اُس کی بے شمار رحمتیں!“ مجھ پر ہیں۔ جب وہ مجھے مارتا ہے، تو بھی وہ نرمی سے مارتا ہے۔ اُس کے نام کو جلال! اُس کے نام کو برکت

یہی قربانی ہے رُوحانی خُدا کے لیے۔ یہی ہے رُوح اور راستی کی پرستش۔ اے پیارے سننے والے! کیا تو نے کبھی ایسی پرستش کی ہے؟ یا تو خُدا کی نعمتوں پر جیتا رہا ہے مگر کبھی اُس کا شکر ادا نہ کیا؟

کیا تیری زندگی قائم رکھی گئی، تیرا رُزق ہر روز بخشا گیا، اور تو نے پھر بھی کبھی خُدا کو برکت نہ دی؟ افسوس! تو نے اُس کی کبھی عبادت نہ کی۔—مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا کہ تو اچھا گاتا ہے—یا تو نے مقدس لباس پہنا ہے، یا کچھ بھی کیا ہے، اگر تو نے اپنے دل کی گہرائی سے، عبادت میں سچے دل سے اُس کا شکر نہ کیا تو تو یہوواہ کی پرستش کو جانتا ہی نہیں۔

پھر متن ہمیں بتاتا ہے کہ اپنے نذروں کو پورا کرنا بھی پرستش ہے:  
 ”خُدا تعالیٰ کے حضور اپنی نذریں ادا کر۔“  
 اب میں اس کی تشریح یہودی طرز پر نہیں کروں گا، بلکہ اسے ہمارے موجودہ دور سے ہم آہنگ کروں گا۔

تُو، اے عزیزو، مسیحی ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ پس مسیحی کی مانند زندگی گزار۔  
 کہہ: ”خُداوند کی نذریں مجھ پر ہیں۔ میں یہ بڑی شرارت کیسے کر سکتا ہوں اور خُدا کے خلاف گناہ کیسے کر سکتا ہوں؟ میں یسوع کا خادم ہوں۔ میں اپنا نہیں ہوں—قیمت سے خریدا گیا ہوں۔  
 آج میں اُس کی تعریف کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟  
 اُس کے لیے جس نے مجھے اپنے قیمتی خُون سے خریدا، میں ایک اور جان کیسے جیت سکتا ہوں؟  
 جب میں اُس کی کلیسیا میں شامل ہوا، تو میں نے اپنے آپ کو اُس کا قرار دیا  
 پس مجھے اُس کا صلیب اٹھانے والا ہونا چاہیے۔  
 آج میں اُس صلیب کو اٹھاؤں، جو بھی وہ ہو، خواہ مجھے تمسخر سہنا پڑے  
 لوگوں سے جدا ہونا پڑے، یا مذاق کا نشانہ بننا پڑے  
 تو بھی میں اُسے اٹھاؤں—اُسے خوشی سے برداشت کروں اُس کی سچائی کے لیے، اور میں کہوں

اگر تیرے پیارے نام کے سبب“  
 میرے چہرے پر ہو رسوائی  
 تو بھی میں رسوائی کو خوش آمدید کہوں گا  
 ”اگر تُو مجھے یاد رکھے۔“

مجھے ہر کام اُس کی حضوری میں کرنا نصیب ہو۔ میں بیتسمہ میں ظاہری طور پر دفن ہوا—پس میں اقرار کرتا ہوں کہ میں ”دُنیا کے لیے مر چکا ہوں۔ اے خُدا! مجھے توفیق دے کہ میں ایسا ہی ہو جاؤں! دُنیا کی لذتیں مجھے فریب نہ دیں۔ اُس کے نفع مجھے سحر زدہ نہ کریں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں مسیح کے ساتھ زندہ کیا گیا ہوں۔ اے خُدا! مجھے ایک زندہ شدہ زندگی جینے میں مدد دے—ایسی زندگی جو یسوع مسیح کے ساتھ مردوں میں سے جی اُٹھی ہو، اور جو اُس کے رُوح سے زندہ کی گئی ہو۔“

اگر یہ تیرا خیال ہے، تو یہ حقیقی پرستش ہے  
 —یہ وہ قربانی ہے جو حضرت اعلیٰ کو پسند آتی ہے  
 جب ایک جان اپنے خُداوند کے حضور اپنے عہد و نذر اور فضل سے ملنے والے واجبات کے مطابق چلنے کی آرزو رکھتی ہے

نہ کہ اجر پانے کی نیت سے  
 کیونکہ وہ اپنی تمام امید یسوع پر رکھتی ہے  
 اور اپنی ساری راستبازی اُسی میں پاتی ہے  
 بلکہ وہ محض یوں پکارتا ہے  
 ”میں اُس کا ہوں، اور میں اُس کے خریدا ہوا نام رکھنے والے کی مانند جینا چاہتا ہوں۔“

—ہمیں اس متن میں یہ بھی بتایا گیا ہے  
 —اور یہ حصہ نہایت شیریں ہے  
 —(کاش میرے پاس ایک دو گھنٹے ہوتے اس پر بات کرنے کو)  
 کہ مصیبت کے وقت دُعا کرنا بھی خُدا کی پرستش کی ایک نہایت دل پسند صورت ہے۔  
 لوگ رسموں اور قاعدوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں  
 اور جھگڑ رہے ہیں کہ آیا رسم یہ ہے یا وہ، اور کیا ”سارم“ کے طریقے کے مطابق ہے۔

مگر دیکھو، یہاں ایک الہی رسم ہے  
 جو یسوع کے خون سے خریدی ہوئی پوری کلیسیا کے لیے ہے  
 مصیبت کے دن مجھے پکار، میں تجھے رہائی دوں گا“  
 ”اور تُو مجھے جلال دے گا۔“

—اگر تُو سخت دلگیر اور فکرمند ہے  
 تو اب تیرے پاس خُدا کی پرستش کا موقع ہے۔  
 —اپنی فکرمندی خُدا کے سپرد کر

جیسے بچہ اپنی ماں کو پکارتا ہے،  
—ایسے ہی اُسے پکار  
—دیکھا کہ تُو اُسے عزت دیتا ہے  
—کہ تُو اُسے پیار کرتا ہے  
کہ تُو اُس پر توکل کرتا ہے۔

—تو یوں بھی اُسے عزت بخشے گا  
مگر جب تیری دُعا کا جواب ملے گا  
،جو اس بات کا یقینی ثبوت ہو گا کہ خُدا نے تیری قربانی قبول کی  
،تب تُو اُسے دوسری مرتبہ بھی جلال دے گا  
اُسے شکر گزاری سے سجدہ کرے گا کہ اُس نے تیری فریاد سن لی۔

اے گناہگار! یہ وہ راہ ہے جس سے تُو خُدا کی پرستش کر سکتا ہے۔  
کیا تیرا گناہ تیرے ضمیر پر بوجھ ہے؟  
تو مصیبت کے دن خُدا کو پکار  
”اے خُدا! مجھ گناہگار پر رحم کر“  
یہی سچی پرستش ہے۔

کیا تُو نے اپنے گناہوں کے سبب خود کو محتاجی میں ڈال دیا ہے؟  
”کہہ: ”اے خُداوند! میری مدد کر۔  
یہی دُعا ہے۔

—پس یاد رکھ  
،اگر دُنیا کے سارے گرجاگھروں میں ہر طرح کے ساز بجیں  
،تو بھی اگر دل اُس میں شریک نہ ہوں  
تو سچی پرستش آسمان کو نہیں پہنچ سکتی۔

کیا تُو اس وقت کسی ابر کے نیچے ایک مسیحی ہے؟ کیا تُو نے یسوع کے چہرے کی روشنی کھو دی ہے؟  
!تو مصیبت کے دن اُسے پکار  
ایمان رکھ کہ وہ تیرے لیے ظاہر ہو گا۔  
،کہہ: ”میں اُس کی ستائش کروں گا  
—“اُس کا چہرہ میرا سہارا ہے  
اور تُو اُس سے بہتر قربانی پیش کرے گا  
جیسے کہ تُو بکروں، بیلوں، اور مینڈھوں کو لاتا۔

—یہی وہ قربانی ہے جسے خُداوند پسند کرتا ہے  
اعتماد،

،فرزندانہ بھروسا  
اور وہ محبت بھری طلب جو اُس کے فرزندوں کے دلوں میں پائی جاتی ہے۔  
!اے عزیزو، یہی اُس کے حضور لاؤ

—پھر وہ یوں اضافہ کرتا ہے  
—اگر تم زبور کے اخیر حصے کی طرف رجوع کرو (جسے مجھے متن میں شامل کرنا ہی پڑے گا)  
”جو شکر گزاری سے قربانی دیتا ہے وہ میری تمجید کرتا ہے۔“  
سچی حمد خُدا کو جلال دیتی ہے۔

—میں اعتراف کرتا ہوں کہ مجھے بعض اوقات گانے والی بے سُر آوازیں بھاتی نہیں  
—مگر میں کسی آواز کو بند کرنا پسند نہیں کروں گا  
خصوصاً اگر وہ کسی دل کو بند کر دے۔



کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسٹر رولینڈ ہل کے منبر کی سیڑھیوں پر ایک بوڑھی خاتون بیٹھی تھی  
جو نہایت بے سُرّی آواز میں گاتی تھی  
،حتّٰی کہ وہ بزرگ جناب عبادت میں کامل مشغول نہ ہو سکے  
”اور اُنہوں نے کہا، ”اے میری نیک خاتون، ذرا خاموش رہو۔

”اُس نے جواب دیا، ”مسٹر ہل، میں دل سے گاتی ہوں۔  
”اُس نے کہا، ”گاتی رہو! میں تم سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں تمہیں خاموش نہیں کروں گا۔

اور میں بھی اُس سب سے بے سُرّی آواز سے معذرت کروں گا  
اگر وہ واقعی ایک محبّت بھرا، شکر گزار دل رکھتی ہو۔

خُدا اپنی بعض بہترین ستائش مرتے ہوئے نالوں سے پاتا ہے  
اور وہ اپنے لوگوں کی فتح مند صداؤں سے خوشنما نغمے سنتا ہے۔  
”اگرچہ وہ مجھے قتل کرے، میں تب بھی اُس پر توکل کروں گا۔“  
”اے موت، تیرا ڈنک کہاں رہا؟ اے قبر، تیری فتح کہاں گئی؟“

—خُدا کی حمد کرنا  
—گہری مصیبت میں اُس کی تمجید کرنا  
—پانیوں میں ڈوبتے وقت اُس کے نام کو بلند کرنا  
یہی پرستش ہے جو اُس کے حضور مقبول ہے۔

سب سے اعلیٰ عبادت اُس مسیحی سے نکلتی ہے  
—جو سب سے زیادہ آزمودہ ہو  
کم از کم اِس معاملہ میں۔

جب جان شدید مصیبت میں دب جاتی ہے،  
اور پھر بھی کہے  
—میں اُس کی ستائش کروں گا۔“  
—میں آگ میں اُس کی تمجید کروں گا  
—”میں موت کے دہانے پر بھی اُس کی ستائش کروں گا  
،اُہ! یہ قربانیاں ان گنت بیلوں سے بہتر ہیں  
اور موٹے جانوروں کے خون سے برتر ہیں۔

،نہ تمہاری عمارات  
،نہ تمہارے راگ و ساز  
،نہ تمہارے ملبوسات  
،نہ تمہاری ظاہری وضع قطع  
—نہ تمہاری رسمیں یا آئین  
،بلکہ تمہارے پست دل  
،تمہاری جانیں جو جھکی ہوئی ہیں  
،اور جو اُس پوشیدہ  
،اُس ماورائی  
—مگر ہر جگہ موجود ”میں ہوں“ کی پرستش کرتی ہیں  
یہی سچی پرستش ہے۔

،یہ یسوع مسیح کے وسیلہ سے مقبول ہوتی ہے  
،یہ رُوح القدس کی تخلیق ہے  
،یہ صرف اُن لوگوں سے آتی ہے جو سچ مچ رُوحانی اور نیا مخلوق ہیں  
،اور جہاں کہیں بھی یہ آتی ہے  
،وہیں سے آسمان پر جلال بلند ہوتا ہے  
اور خُدا مُسکرا کر اُسے قبول فرماتا ہے۔

—اب آے بھائیو، میں تمہیں اس سوچ کے ساتھ رخصت کرتا ہوں  
کہ تم میں سے بعض نے کبھی خدا کی پرستش نہیں کی۔  
پس اس بات پر غور کرو  
!اور خدا تمہاری مدد کرے کہ تم آج آغاز کرو

،اور ہم میں سے جو اُس کی پرستش کرتے رہے ہیں  
ہمیں سوچنا چاہیے  
کہ ہماری عبادت کا کتنا بڑا حصہ ہے کار ہے۔

!اے کیسی بار بار تم جمعرات کی رات کو آتے ہو  
مگر کیا تم نے اپنے بیٹھنے کی جگہ پر کبھی کوئی کشتی تعمیر نہیں کی؟  
کبھی پل ٹھیک نہیں کیا؟  
کبھی شوہر کے موزے نہیں رفو کیے؟  
بیمار بچے کا خیال نہیں رکھا؟  
—ہر طرح کے خیالات میں مشغول نہیں رہے  
جبکہ تمہیں خدا کی عبادت کرنی تھی؟

،یہ منتشر خیالات عبادت کو برباد کر دیتے ہیں  
اور میں دُعا کرتا ہوں  
کہ تم کبھی یہ نہ سمجھنے لگو  
کہ یہاں آنا ہی کافی ہے  
اگر تم اپنے دل ساتھ نہ لاؤ۔

تھامس مانٹن نے کہا تھا  
کہ اگر ہم سبت کے دن کسی بھوسے سے بھرے آدمی کو  
اپنی جگہ بینچ پر بٹھا دیں  
—اور سمجھیں کہ ہم نے خدا کی پرستش کر لی  
،تو یہ نہایت مضحکہ خیز بات ہو گی  
لیکن اُس وقت سے کچھ بھی زیادہ نہیں  
جب ہم خود آتے ہیں  
مگر اپنے دلوں کو  
،یا تو گناہوں سے لبریز  
یا سرد و مردہ خیالات سے بھر کر لاتے ہیں  
جو خدا کی طرف اُٹھنے کے لائق ہی نہیں۔

—میں جانتا ہوں کہ میں ہمیشہ خدا کے حضوری میں نہیں پہنچ سکتا  
مگر میں یہ اُمید رکھتا ہوں  
کہ کم از کم کراہ تو سکتا ہوں  
جب تک اُس کے حضور نہ پہنچ جاؤں۔

اے کیسی ہولناک بات ہے  
کہ ہم میں بعض کی کیفیات  
اُس بینچ سے زیادہ نہ ہوں  
—جس پر ہم بیٹھے ہیں  
—نہ اُن ستونوں سے بہتر  
نہ اُن چراغوں سے بڑھ کر  
جن کے نیچے ہم جمع ہیں۔

!اے کاش  
—تم ایسے نہ ہو  
—میں ایسا نہ ہوں

بلکہ ہم سب  
،یسوع مسیح کے وسیلہ سے  
،جو تخت کے قریب کھڑا ہے  
اور رُوح القدس کی قدرت کے وسیلہ سے  
باپ اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھ  
—رفاقت رکھیں  
!اور ہمیشہ خُدا کے جلال کے لیے

آمین۔

،میں اس مضمون پر بہت کمزور آواز سے کلام کرتا ہوں  
لیکن میں اسے پورے دل سے محسوس کرتا ہوں۔  
،میں دُعا کرتا ہوں کہ ہم سب قبول کیے جانے والے سچے پرستار ٹھہریں  
اس لیے کہ دل ہم میں پایا جاتا ہے۔

قدیم رومی فالگیر اسے بدترین شگون سمجھتے تھے  
جب وہ قربانی کے جانور میں دل نہ پاتے تھے۔  
یہ بھی ایک ہولناک علامت ہے  
جب ہماری تمام عبادت میں دل نہ پایا جائے۔  
!خُدا نہ کرے کہ ایسا ہو  
آمین۔

تفسیر: سی۔ ایچ۔ اسپرچن

زبور 10-1:50

آسف کا زبور

،یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا یہ زبور آسف نے خود لکھا  
یا اُسے گانے کے لیے سونپا گیا۔  
—یقیناً آسف نے کچھ زبور لکھے  
کتاب زبور میں بارہ اس کے نام منسوب ہیں۔  
،وہ کچھ کا مصنف تھا  
اور کچھ اُسے وقف کیے گئے تھے۔  
وہ عبادتی گیت گانے والوں کی قیادت کرتا تھا  
جو پیکل میں زبور گاتے تھے۔

یہ زبور نہایت عجیب و جلیل ہے۔  
،اگر صرف شاعری کو ہی دیکھیں  
،تو یہ زبوروں میں ایک بلند پایہ کلام ہے  
مگر اس کا مضمون نہایت گہرا اور جلالی ہے۔  
اسے نہایت خشیت اور تعظیم سے پڑھا جانا چاہیے۔

یہ زبور تمہیدی حصے سے شروع ہوتا ہے  
—جس میں منظر پیش کیا جاتا ہے  
خُدا کو کوہ صیّون سے نکلتے ہوئے دکھایا گیا ہے  
تاکہ وہ اُن لوگوں کا انصاف کرے  
جو اُس کے اپنے کہلاتے ہیں؛  
،تاکہ وہ قیمتی اور ردی میں فرق کرے  
محض دعویداروں اور سچے ماننے والوں میں امتیاز کرے۔  
پہلے چھ آیات میں خُدا کی آمد کا منظر دکھایا گیا ہے۔

### :آیت 1

قادر مطلق خُدا، یعنی خُداوند نے کلام کیا”  
”اور زمین کو مشرق سے لے کر مغرب تک پکارا۔

—عبرانی میں یہ یوں ہے: ایل، الوہیم، یہوواہ نے کلام کیا  
—خُدا کے تین عظیم اور پُراسرار نام  
طاقتور خُدا، واحد خُدا، خود موجود خُدا۔  
—وہ بولتا ہے  
وہ مشرق سے مغرب تک تمام زمین کو بلاتا ہے  
کہ اُس کی آواز کو سنیں۔

### :آیت 2

”صیّون سے، جو حسن کا کمال ہے“  
”خُدا جلوہ گر ہوا ہے۔

وہیں اُس کا مسکن تھا۔  
اب اِس منظر میں اُسے صیّون سے چمکتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔  
جیسے اُس نے زمین کو سورج کے طلوع سے غروب تک منور کیا  
،ویسے ہی اب خُدا آپ جلوہ افروز ہوتا ہے  
اور ایسی شوکت سے چمکتا ہے  
جو سورج کی روشنی کو ماند کر دیتی ہے۔  
”صیّون سے، جو حسن کا کمال ہے، خُدا جلوہ گر ہوا ہے۔“

### :آیت 3

ہمارا خُدا آئے گا، اور خاموش نہ رہے گا۔“  
اُس کے آگے آگ بہسم کرے گی  
”اور اُس کے گرد و نواح میں بڑی آندھی ہو گی۔

—آواز سنائی دیتی ہے کہ خُدا آئے گا  
پھر اُس کے جلال کی کرنیں نمودار ہوتی ہیں  
جو انسانوں کو آگاہ کرتی ہیں کہ وہ ا رہا ہے۔  
اب اُس کے لوگ مستعد ہو کر کھڑے ہوتے ہیں  
اور اُس کے بولنے کا انتظار کرتے ہیں۔  
آگ اور تیز آندھیاں اکثر کلام مقدّس میں  
—خُدا کے تخت کے ساتھ وابستہ نظر آتی ہیں  
،آگ اُس کی عدالت کی علامت  
اور آندھی اُس کی قدرت کے ظہور کی۔

—سوچو کہ خُدا یوں آتا ہے  
،شاعر یہاں اِس کا منظر پیش کرتا ہے  
—مگر حقیقت میں بھی ایسا ہی ہو گا  
،خُداوند یسوع آسمان سے ظاہر ہو گا“  
شعلہ زن آگ میں اُن پر انتقام لائے گا  
”جو خُدا کو نہیں جانتے۔  
،واقعی وہ ایسے ہی آئے گا  
”کیونکہ ہمارا خُدا بہسم کرنے والی آگ ہے۔“

### :آیت 4

وہ آسمان کو اُوپر سے اور زمین کو بلانے گا“  
”تاکہ وہ اپنی قوم کا انصاف کرے۔

کیا تُو نے اِس خیال کو پایا؟  
 وہ عظیم منصف آتا ہے  
 جس کے آگے آگ دھک رہی ہے۔  
 —وہ کرویٰ پر سوار ہے  
 —بلکہ ہوا کے پروں پر پرواز کرتا ہے  
 پھر وہ آسمان کو بلاتا ہے  
 —فرشتوں اور جلال یافتہ ارواح کے ساتھ  
 اور زمین کو بھی  
 —تمام باشندوں سمیت  
 تاکہ وہ گواہ ہوں  
 جب وہ اپنی قوم کا انصاف کرتا ہے۔

## 5

"میرے مقدّسوں کو میرے پاس جمع کرو—وہ جنہوں نے قربانی کے وسیلہ سے میرے ساتھ عہد باندھا۔  
 خُدا کی ایک جدا کی ہوئی، چُنی ہوئی قوم ہے۔  
 آخری عظیم دن کے کاروائیوں میں سے ایک  
 یہ ہو گی کہ انہیں خُدا کے حضور جمع کیا جائے۔  
 ایک دن ائے گا  
 جب وہ اپنے جوابرات کو جمع کرے گا  
 اور اپنے گبیہوں کو کھلیہان سے اپنے کھتے میں لے جائے گا۔  
 اور جیسا کہ یہ زبور ظاہر کرتا ہے  
 یہ اجتماع اُس سے بھی وسیع تر ہے۔  
 یہ اُن سب دعویدار مقدّسین کی تصویر ہے  
 —جو خُدا کے تخت کے سامنے لائے جائیں گے  
 وہ سچے مقدّسین  
 جنہوں نے قربانی کے وسیلہ سے خُدا سے عہد باندھا۔

وہ یسوع مسیح کو دیکھتے ہیں  
 جس نے اُس فضل کے عہد کو اپنے خون سے مہر بخشی  
 اور انہوں نے اپنے ہاتھ مسیح پر رکھے  
 اور خُدا کے ساتھ اپنے درمیان باندھے گئے عہد میں شریک ہوئے۔  
 لیکن زبور نویس کے زمانہ میں  
 ایسے اور لوگ بھی تھے  
 جنہوں نے قربانیاں گزرائی تھیں  
 —اور خُدا سے عہد باندھنے کا دعویٰ کیا تھا  
 اور آج بھی اُن کے ہم مثل پائے جاتے ہیں۔  
 اب انہیں عدالت کے تخت کے سامنے جمع کیا جانا ہے  
 کیونکہ خُدا انصاف کرنے آیا ہے۔

## 6

"اور آسمان اُس کی صداقت کو ظاہر کریں گے، کیونکہ خُدا آپ ہی منصف ہے۔ سِلہ۔  
 آسمان، جو اُس جلیل عدالت کا مشاہدہ کرتے ہیں  
 جہاں خُدا خود—کسی نائب کے وسیلہ سے نہیں بلکہ  
 اپنے پیارے بیٹے کی ذات میں—بیٹھے گا اور انصاف کرے گا  
 آسمان اس کی صداقت کو اعلان کریں گے۔  
 مجھے شک نہیں کہ آسمان اکثر تعجب کرتے ہوں گے  
 کہ خُدا کیسے بے دینوں کو راستبازوں میں شامل ہونے دیتا ہے  
 اپنی کلیسیا میں۔  
 مگر آہ! جب پھٹکا اُس کے ہاتھ میں ہو گا

—اور وہ اپنی کھلیہان کو اچھی طرح صاف کرے گا  
جب وہ انصاف کو ناپنے کی رسی بنائے گا  
—اور صداقت کو ترازو کا پلہ  
تب فرشتے اُس الہی فیصلے کی عین درستی پر حیران ہوں گے۔  
”سلہ۔“

”ٹھہرو، آرام کرو، غور کرو  
حیرت کرو، سجدہ کرو، عاجز ہو جاؤ، دعا کرو۔  
ایسے منظر کے سامنے توقف کرنا مناسب ہے۔

اب پانچویں آیت سے لے کر پندرھویں آیت تک  
ہم خُدا کا اپنی قوم سے معاملہ دیکھتے ہیں۔  
منصف تخت پر بیٹھا ہے  
—اور یوں کلام کرتا ہے

## 7

۔ ”اے میری قوم، سُن، اور میں کلام کروں گا؛  
اے اسرائیل، اور میں تیرے خلاف گواہی دوں گا؛  
”میں خُدا ہوں، بلکہ تیرا خُدا۔  
یہ اُس کی نام نہاد قوم کے ساتھ  
یعنی یہودیوں کے ساتھ  
اور اُس کی ظاہری کلیسیا کے ساتھ معاملہ ہے۔  
—خُدا خود اُن کے اعمال کو دیکھ چکا ہے  
اُسے کسی گواہ کی حاجت نہیں۔  
وہ جو غلطی نہیں کر سکتا  
وہ خود ہمارے خلاف گواہی دے گا۔  
اور یہاں وہ صرف ”خُدا“ ہی نہیں بلکہ  
اُس نام کے تحت اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے  
”تیرا خُدا۔“  
اسی نام سے شریعت کا آغاز ہوا تھا  
میں خُداوند تیرا خُدا ہوں“  
”جو تجھے ملک مصر سے، غلامی کے گھر سے نکال لایا۔  
اور یہی سے عدالت اور ملامت کی ابتدا ہوتی ہے  
”میں خُدا ہوں، بلکہ تیرا خُدا۔“

## 8

۔ ”میں تیرے ذبیحوں کی بابت تجھے ملامت نہیں کرتا  
”اور نہ تیرے سوختنی قربانیاں جو ہمیشہ میرے حضور رہتی ہیں۔  
اب وہ ان سے بڑے، زیادہ بھاری معاملات پر گفتگو کرے گا۔  
—چاہے انہوں نے کثرت سے قربانیاں دی ہوں یا نہیں  
یہ وہ چیز نہیں جس پر خُدا نظر رکھتا ہے۔  
میں تیرے ذبیحوں پر کچھ نہیں کہتا۔“  
”نہیں، میں تیرے ذبیحوں سے فارغ ہوں۔

## 9

۔ ”میں تیرے گھر سے بچھڑا نہ لوں گا  
”نہ تیرے باڑوں سے بکرا۔  
کیا تُو گمان کرتا ہے کہ“  
یہ چیزیں میرے لیے فی نفسہ کوئی قدر رکھتی ہیں

اے رسوم پرست؟  
"میں انہیں لینا بھی پسند نہیں کرتا۔"

## 10

- "کیونکہ جنگل کا ہر جانور میرا ہے  
"اور ہزار پہاڑوں کے چوپائے بھی۔  
، اگرچہ انسان انہیں اپنا کہے  
تو بھی وہ تیرے خدا ہی کے ہیں۔"